آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۳

مطابق رجب سنہ ۱۳۳۹ھ

فہرست مضامین

کتاب سیرت خاتم النبیینؐ کے متعلق ایک صاحب قلم کی رائے

مولانا مولوی شیر علی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدا آپکو خوش رکھے - خوش وقت رکھے - مشکور ہوں عنایت کا کہ کتاب "سیرت خاتم النبیین" حصہ اول مصنفہ جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے قادیاں کے مطالعہ سے یہ عاجز بہرہ اندوز ہوا - یقین جانئے کہ میں اس کے مطالعہ کے فرخندہ روز کو اپنی زندگی کے بہترین دنوں میں شمار کروں گا ؛

اس نادر تالیف سے کتب سیرۃ میں ایک قابل قدر اور محققانہ اضافہ ہوگیا ہے - بصارت اور بصیرت کا سامان دلکش پیرایہ میں بہم پہنچایا گیا ہے - "بصارت" کا اس وجہ سے کہ سرورق دیدہ زیب لکھائی چھپائی اور اس گرانی کاغذ کے زمانہ میں کاغذ اعلیٰ اور "بصیرت" کا اس لحاظ سے کہ اس کے مضامین اعلیٰ اور محققانہ ؛

داد محنت دی گئی ہے - کہ بڑی تلاش اور جستجو سے واقعات کو مسلسل اور ترتیب وار صاف سلیس بامحاورہ اور عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے ؛

داد تحقیق دیگئی ہے کہ روایات کی تنقید معیار درائت پر کی گئی ہے ؛

مہاجرین وانصار اور اُنکے ساتھ ساتھ معاندین اور کفار کا شجرہ بھی سہولت فہم کیلئے درج کردیا گیا ہے کہ مبتدی اور منتہی یکساں فائدہ اُٹھائے - قبائل عرب اور اُنکے باہمی تعلقات معلوم ہوجائیں ؛

یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہ صرف ہر ایک مسلم گھر میں بلکہ ہر ایک مسلم ہاتھ میں بلکہ اسکے مضامین ہر ایک مسلم دل کی تنویر ایمان کی بنیاد بنکر ہر لحظہ اور ہر آن مستحضر رہنے چاہییں ؛

مولانا شبلی کو آنجہانی لکھا گیا ہے مرحوم لکھنا چاہیئے ؛ خدا جزائے خیر دے اسکے مصنف کو اور توفیق دے - کہ باقی دو حصے بھی جلد شائع ہوں - خاکسار الف دین کیا

از کیمبل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الوہیت مسیح پر ایک نظر

ازروئے بائیبل

ذیل میں ہم مولوی عبید اللہ صاحب مبلّغ ماریشس کا لکھا ہوا ایک مضمون درج کرتے ہیں جس میں انہوں نے اُن دلائل کو جو مسیحی لوگ حضرت مسیحؑ کی خدائی کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں خود بائیبل کے حوالجات کے ذریعہ نہایت خوبی سے ردّ کیا ہے یہ مضمون نہایت محنت کے ساتھ اور بہت کچھ مطالعہ کے بعد لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اور انکے مضمون کو لوگوں کے لئے مفید بنائے۔ آمین۔ ایڈیٹر ریویو

خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ وہ ہمیں محض اپنے فضل و کرم سے نیستی سے عالم ہستی میں لایا۔ اور ہمیں اپنے انعامات سے متمتع فرما کر جہاں ہماری جسمانی پرورش کے لئے ہر قسم کے سامان مہیّا فرمائے۔ وہاں ہماری رُوح کو بھی بیکار نہ چھوڑا اور ہمیں ہماری حقیقی و دائمی نجات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمالات انسانیہ کا مظہر بنا کر آپ کے ذریعہ ایسی زبردست اور کامل تعلیم فرمائی جسکی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔

اور پھر اپنی سُنّت قدیمہ کے مطابق موجودہ زمانہ میں بھی آنحضرت صلعم کے مظہر اتم یعنی پیارے مسیح موعودؑ کو بھیجکر آپ کے ذریعہ اسلام کو زندہ اور کامل مذہب بتا کر تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیا ۔

اسوقت دنیا میں جسقدر قومیں ہیں خواہ وہ متمدن ہوں یا غیر متمدن تعلیم یافتہ ہوں یا غیر تعلیم یافتہ۔ بڑے بڑے برّاعظم کا رہنے والا ہو یا چھوٹے سے چھوٹے جزائر کا رہنے والا۔ ہر ایک اس بات کو مانتا ہے کہ ہمارے اوپر کوئی ایک ایسی قادر اور مقنن ہستی ہے کہ جس کے قیود سے ہم کسی طرح آزاد نہیں ہو سکتے۔ خواہ کوئی اس ہستی کا نام خدا رکھے یا کوئی قوت رکھے۔ یا کسی اور نام سے موسوم کرے الغرض ہر ایک چیز کی بناوٹ اور اس کا ایک قانون میں مقید ہونا۔ اور اس سے آزاد نہ ہو سکنا ایک فطرتی شہادت ہے اس بات کی کہ کوئی نہ کوئی خدا ضرور ہے اور اس لطیف شہادت کی طرف قرآن کریم نے ایک مختصر جملہ میں اس عظیم الشان مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ الست بربکم قالوا بلیٰ۔ الغرض ایک ہستی کے ماننے میں تو سب کے سب متفق اللسان ہیں۔ اب جسقدر مذاہب کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے وہ اختلاف ذات الٰہی کے صفات میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ صفات الٰہی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دینے سے ایک طرف تو ذات الٰہی میں نقائص و عیوب تسلیم کرتے پڑتے ہیں اور دوسری طرف انسان مشرک کے بدنام سے موسوم ہو کر مورد غضب الٰہی کا ہوتا ہے اور شریک الٰہی کا عقیدہ تمام مذاہب میں موجب غضب الٰہی تسلیم کیا گیا ہے اور اسکی سزا جہنم قرار دیگئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے انسانی ہمدردی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اس مختصر مضمون میں مسیحیوں کے عقیدہ الوہیّت مسیح پر کچھ تحریر کرنے کا قصد کیا ہے کیونکہ ہم اس میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسیحی جس راہ پر چلکر حقیقی نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ غلط ہے اور اس سے نجات کا پانا ناممکن ہے۔ چونکہ عقیدہ الوہیت مسیح میں مسیحی لوگ عقلی دلائل کی طرف بہت ہی کم آتے ہیں اس لئے

ہم نے اس مضمون میں شروع سے لیکر اخیر تک یہی التزام کیا ہے کہ اس عقیدہ کے ہر پہلو کو بائیبل کے ساتھ ہی رد کریں اور یقیناً یہ طریق مسیحی دوستوں کو ناپسند اور ناشائستہ اور باعث دل آزاری نہ ہوگا کیونکہ ہر مذہب کا پیرو اپنے مسلمات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم ناظرین کی توجہ کو اس طرف مبذول کرتے ہیں کہ یہ ایک آزادی اور تہذیب کا زمانہ خیال کیا جاتا ہے ایسے زمانہ میں اگر کوئی شخص کسی مذہبی مسئلہ پر کچھ تحریر کرتے ہوئے تنگدلی اور تنگ خیالی ہی کام لیتا ہے اور محض تعصب اور کینہ کی پٹی اپنی آنکھوں پر باندھ لیتا ہے اور اس مذہب کی ہر ایک خوبی کو نظر انداز کر دیتا ہے تو ہمارے نزدیک ایسا آدمی قابل توقیر اور قابل وقعت نہیں پس ہم بھی انشاء اللہ العزیز اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے عقیدہ الوہیت مسیح کے مسلمہ اور مدار نجات مسئلہ پر ایسے طریق سے گفتگو کرینگے جو نہ صرف تعصب اور تنگدلی اور تنگ خیالی سے مبرا اور پاک ہوگا بلکہ خود مسیحی آنکھوں کے لئے نہایت خوشگوار اور باعث مسرت ہوگا پس ہم تمام مسیحی صاحبان کی خدمت میں بادب ملتمس ہیں کہ خدارا وہ ضد اور ہٹ کو بالائے طاق رکھ کر نہایت ٹھنڈے دل سے ان دلائل پر غور کریں اور سوچیں۔ کہ ہمارا قدم کس طرف اٹھ رہا ہے نجات کی طرف یا سزائے جہنم کی طرف۔ کیونکہ آخر کار ہمیں موت کی راہ دیکھنی ہے ایسا نہ ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے جا کر شرمندہ ہوں اے قادر مقتدر خدا تو نیک فطرتوں کو صداقت کی طرف پھیر تا وہ تیرے حقیقی چہرہ کو دیکھیں ؂

اب ہم ان دلائل اور دعاوی کو جو مسیحی صاحبان حضرت یسوع مسیح کے اقنوم ثانی یعنی بیٹا خدا ہونے میں پیش کیا کرتے ہیں لکھینگے اور اسکے بعد ہم انکے اس عقیدہ کا رد بھی نقلی دلائل سے ہی کرینگے۔ میں نے ہر ایک حوالہ کو بہت دیکھ بھال کے بعد درج کیا ہے اور بعض حوالجات کی اصلی عبارتیں بوجہ طوالت ترک کر دی گئی ہیں اور اُس مضمون کو اپنے لفظوں میں بیان کر دیا گیا

ہے۔ ممکن ہے کہ بعض آیات کے نمبر میں نظر غلطی کر گئی ہو اسلئے اگر کوئی ایسا مقام آجائے تو ناظرین ایک دو آیت پہلے یا پیچھے دیکھ لیں۔ نیز اس مضمون کے لکھتے وقت میرے پیش نظر دو سنوں کی بائیبلیں رہیں۔ زیادہ تر حوالجات ۱۹۰۸ء کی بائیبل کے ہیں اور بعض جگہ ۱۸۷۰ء ایڈیشن کے حوالجات درج ہیں کیونکہ بعض جگہ ایک مضمون کو ایسے الفاظ کا جامہ پہنایا گیا ہے کہ اصلیت مضمون غائب ہوگئی اسلئے پرانی بائیبل کا حوالہ ساتھ ضروری دینا پڑا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ؁

پہلی دلیل جو مسیحی صاحبان عہد جدید سے یسوع مسیح کے خدا یا اس کا بیٹا (حصہ اوّل) ہونیکی ثبوت میں دیا کرتے ہیں یہ ہے کہ مسیح تمام مخلوقات سے پہلے موجود تھا۔ جیسا کہ یوحنا ۸/۵۸ و کلسیوں ۱/۱۵ و عبرانیوں ۱/۲-۳ سے ظاہر ہے۔

جواب۔ ہمارے نزدیک اس دعویٰ کو بطور دلیل پیش کرنا ہی غلطی ہے یہ دلیل جو در اصل دعویٰ ہے بالکل بے اصل اور بے حقیقت ہے اگرچہ اس عقیدہ کی بنا عہد قدیم کی بعض پیشگوئیوں پر بھی رکھی جاتی ہے۔ لیکن جب ایک سمجھدار انسان عہد قدیم کو سرسری نظر سے دیکھے۔ تو اسپر اس دعویٰ کی لغویت فوراً ظاہر ہو جاتی ہے اور وہ اس نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ یسوع مسیح کی خدائی کا عقیدہ نہ تو عہد قدیم سے ثابت ہو سکتا ہے اور نہ عہد جدید سے۔ بلکہ یہ پادری صاحبان کا کام ہے جیسا کہ ہم ابھی بائیبل کی آیات سے ثابت کرینگے۔ ملاحظہ ہوں آیات عہد قدیم :۔ (ا)

۲۔ سلاطین ۱۹/۱۵ ”اے خداوند اسرائیل کے خدا جو کروبیوں کے درمیان سکونت کرتا ہے تو ہی اکیلا زمین کی ساری مملکتوں کا خدا ہے تو ہی نے آسمان و زمین کو پیدا کیا“

(ب) زبور ۱۰۰/۳ ”خداوند ہی خدا ہے اسی نے ہم کو بنایا“

(ت) یسعیاہ ۴۵ / ۵ و ۶ "میں ہی خداوند خدا ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں۔"

(ث) زبور ۸۶ / ۸ و ۱۰ "معبودوں کے درمیان اے خداوند تجھ سا کوئی نہیں..... تُو بزرگ ہے اور عجائب کام کرتا ہے تُو ہی اکیلا خدا ہے۔"

(ج) ۲ سموئیل ۷ / ۲۲ "سو تُو اے خداوند خدا بزرگ ہے اسلئے کہ کوئی تیری مانند نہیں اور تیرے سوا جہاں تک کہ ہم نے اپنے کانوں سے سُنا ہے کوئی خدا نہیں۔"

(ح) زبور ۹۰ / ۲ "پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین اور دنیا کو تُو نے بنایا ازل سے ابد تک تُو خدا ہے۔"

(خ) استثنا ۶ / ۴ "سُن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔"

(د) استثنا ۳۲ / ۳۹ "میں ہی وہ ہوں اور کوئی معبود میرے ساتھ نہیں میں ہی مارتا ہوں اور میں ہی جلاتا ہوں۔"

(ذ) یسعیاہ ۴۵ / ۲۱ و ۲۲ "کیا میں خداوند ہی نے یہ نہیں کہا کہ میرے سوائے کوئی خدا نہیں ہے۔ صادق القول۔ اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں میری طرف رجوع لاؤ تاکہ تم نجات پاؤ اے زمین کے کناروں کے سارے رہنے والو کہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔"

(ر) یسعیاہ ۴۳ / ۱۰ "مجھ سے آگے کوئی خدا نہ بنا اور میرے بعد بھی کوئی نہ ہوگا۔"

(ز) ۱ سموئیل ۱۷ / ۴۶ "تاکہ سارا جہان جانے کہ اسرائیل میں ایک ہی خدا ہے۔"

(س) ۱ سلاطین ۸ / ۲۳ "اے خدا اسرائیل کے خدا تجھ سا کوئی خدا نہ اوپر آسمان میں ہے نہ نیچے زمین میں۔"

اب عہد قدیم کی ان چند آیات کو پڑھکر ایک عقلمند اور دانا آدمی اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ مخترع اور بالکل صحیح اور درست نہیں اگر پادری صاحبان کا یہ دعوے سچا اور صداقت پر مبنی ہے تو پھر کیا وجہ کہ انکے

مزعومہ دعویٰ ابدیت الوہیت مسیح کی ایسی زبردست تردید بائیبل میں پائی جاتی ہے اب عہد قدیم کی ان محکم آیات کے مقابلہ میں دوسری متشابہ آیات اور پیشگوئیوں کے اشارات اور عہد جدید کے نئے عقائد کو رکھنے سے ایک عقلمند اس بات کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے کہ کونسے عقائد صحیح اور درست ہیں اور کونسے غلط اور انسانی بناوٹ اور کن کے اندر تبدیلی اور تغیر پیدا ہوا ہے۔ پس بقول یسوع تنسیخ تورات تو ناممکن الوقوع ہے بصورت دیگر یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ عقائد مسیح کے بعد گھڑے گئے۔ مزید آیات متعلقہ حصہ اول ملاحظہ ہوں:-

عہد قدیم - استثنا ۴/۳۹ و ۶/۹ و ۳۳/۲۶) (۱۔سموئیل ۲/۲ و ۷/۳و۴) (۲۔سموئیل ۲۲/۳۲)
(۱۔سلاطین ۸/۳۹ و ۸/۶۰) (۱۔تواریخ ۱۶/۲۵ و ۱۷/۲۰ و ۲۹/۱۱) (۲۔تواریخ ۶/۱۴ و ۶/۱۳)
(نحمیاہ ۹/۶) (زبور ۱۸/۳۱ و ۴۸/۱۴ و ۵۰/۷ و ۵۸/۱۱ و ۶۲/۲ و ۷۲/۱۸ و ۸۶/۱۰ و ۹۵/۳ و ۱۰۲/۲۵ و ۱۳۶/۴)
(یسعیاہ ۳۷/۱۶ و ۳۷/۲۰ و ۴۵/۱۴ و ۴۵/۱۹ و ۴۶/۴) (یرمیاہ ۱۰/۶و۷) (ہوسیع ۱۳/۴) (یوایل ۲/۲۷
عہد جدید - متی ۲۳/۹) (اعمال ۱۷/۲۴) (یوحنا ۵/۴۴)

(دوسرا حصہ) اب ہم وہ آیات ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں جن سے صریح طور پر شرک کی ممانعت اور مخالفت پائی جاتی ہے جیسا کہ ابھی آیات کے ملاحظہ سے ہر دانا انسان سمجھ سکیگا کہ تثلیث فی التوحید کا مسئلہ بناوٹ انسانی ہے۔ اس مسئلہ کے ثبوت میں ایک آیت بھی نہ عہد قدیم میں اور نہ عہد جدید میں کہیں بھی پائی نہیں جاتی۔ ملاحظہ ہو آیات عہد قدیم۔

(۱) خروج ۲۰/۳تا۵ "میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہوئے۔ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا تو انکے آگے اپنے تئیں مت جھکا ورنہ انکی عبادت کر کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں"

(ب) استثنا ۵/۸تا۹ "میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہووے تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے مت بنا تو انہیں سجدہ نہ کر نہ اُنکی بندگی کر کیونکہ میں خداوند خدا غیور خدا ہوں۔"

(ت) زبور ۹۷/۷ "شرمندہ ہوئے وہ جو کھودے ہوئے بُت پوجتے ہیں اور موُرتوں پر پھولتے ہیں اے سارے معبودو تم اسے سجدہ کرو۔"

(ث) احبار ۲۶/۱ "تم اپنے لئے بتوں کو یا کسی تراشی ہوئی مورت کو نہ بنائیو نہ پوجنے کی لاٹ کو کھڑا کرو اور نہ اپنے لئے کوئی صورت دار پتھر اپنے ملک میں قائم کرو کہ اسکے آگے سجدہ کرو اسلئے کہ مَیں خداوند تمھارا خدا ہوں۔"

(ج) مزید حوالجات متعلق شرک۔

(۲۔ سلاطین ۱۷/۳۵) (استثنا ۱۶/۲۲) (زبور ۸۱/۹) (یرمیاہ ۲۵/۶)

اب ان آیات مذکورہ کو پڑھکر ایک دانا اس بات کا صحیح طور پر اندازہ کرسکتا ہے کہ مسیحیوں کا عقیدہ تثلیث فی التوحید عہد قدیم کی محکم آیات کے مخالف اور متضاد ہے جو کسی طرح صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر عہد قدیم کی آیات کو کچھ عرصہ کے لئے بالائے طاق بھی رکھدیں تو عہد جدید سے بھی توحید الٰہی کا زبردست اقرار اور تثلیث کے عقیدہ کا زبردست ردّ پایا جاتا ہی جیسا کہ ابھی ناظرین آیات ذیل سے ملاحظہ فرمالینگے۔ ملاحظہ ہو عہد جدید۔

(۱) مرقس ۱۲/۲۹ یہودیوں نے یسوع سے پوچھا کہ سب حکموں میں اوّل کونسا حکم ہے یسوع نے جواب دیا کہ اوّل یہ ہے "اے اسرائیل سُن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔"

(ب) یوحنا ۱۷/۳ "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور

برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔"

(ت) یوحنا ۵/۴۴ "تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے۔"

(ث) متی ۲۳/۹ "تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے۔"

(ج) ۱۔ اگرنتھیوں ۸/۴ "بت دنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوائے ایک کے اور کوئی خدا نہیں اگرچہ آسمان اور زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جسکی طرف سے سب چیزیں ہیں۔"

(ح) افسیوں ۴/۶ "سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔"

ایسی زبردست اور کھلی صداقت کے ہوتے ہوئے کیا کوئی عقلمند مسیحی یہ کہہ سکتا ہے کہ تثلیث کا سا لغو اور بیہودہ عقیدہ قابل تسلیم اور قابل نجات ہو سکتا ہے ان صریح اور بیّن آیات کو دیکھ کر معمولی عقل کا انسان مقدس یسوع کے متعلق یہ کہنے کی جرأت نہ کریگا کہ یسوع اپنے آپکو خدا یا اس کا بیٹا کہتا رہا۔ جبکہ وہ خود اس کی توحید کا مقر ہے۔

دوسری دلیل جو پادری صاحبان یسوع کی خدائی کے ثبوت میں دیتے ہیں اور جس پر انکو بہت ہی ناز ہے۔ اور جو نہایت ہی قوی اور زبردست خیال کیجاتی ہے جیسا کہ مرقس ۱/۱۱ میں لکھا ہے اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا بیٹا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ یسوع خدا میں متحد ہوا اور خدا کا بیٹا ٹھیرا۔ اگر پادری صاحبان کی اس زبردست دلیل کو کچھ عرصہ کے لئے تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بائیبل سے خدا تعالیٰ کے اسقدر بیٹے اور بیٹیاں تسلیم کرنی پڑینگی جنکے لئے ایک بڑی لمبی فہرست

تیار کر لینی چاہئے اب اس فہرست کو دیکھ کر ایک عقلمند مسیحی ضرور حیران ہوگا اور اس عقیدہ کی لغویت کو ضرور دل میں محسوس کرتا ہوگا اور ان پادریوں کی حالتِ زار پر دو آنسو بہائیگا۔ پس جبکہ خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہونیکا شرف دوسروں کو بھی حاصل ہے تو کیا وجہ کہ انکو بھی یسوع کی طرح خدا سے متحد سمجھکر خدا نہ مان لیا جائے۔ ملاحظہ ہوں آیات عہد قدیم۔

(ا) خروج ۴/۲۲ "اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے۔"

(ب) پیدائش ۶/۲ "خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا۔"

(ت) یرمیاہ ۳۱/۹ "مَیں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرا ہیم میرا پلوٹھا ہے۔"

(ث) ۲-سموئیل ۷/۱۴ "مَیں اس کا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔"

(ج) زبور ۸۹/۲۶و۲۷ "وہ (داؤد) مجھے پکار کے کہیگا کہ تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے مَیں اسے اپنا پلوٹھا بھی ٹھیراؤنگا۔"

(ح) ۱-تواریخ ۲۲/۱۰ "وہی (سلیمان) میرے نام کے لئے ایک گھر بنائیگا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا اور مَیں اس کا باپ ہونگا۔"

(خ) زبور ۸۲/۶و۷ "مَیں نے تو کہا تم الٰہ ہو اور سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو پر تم بشر کی طرح مرو گے۔"

(د) مزید حوالجات متعلق مضمون ہذا (زبور ۶۸/۶ و ۲/۷) (۱-تواریخ ۱۷/۱۳) (یسعیاہ ۶۳/۱۶) (یرمیاہ ۳۱/۹)

حصّہ دوم - عہد قدیم کی آیات مذکورہ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جب ہم عہد جدید سے دعویٰ ابنیت مسیح کو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں تو اسکے مقابلہ میں مسیحیوں کے فرضی دعاوی کی حقیقت اور اصلیت اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے اور انکی دلیلیں نہایت کمزور اور بودی معلوم ہوتی ہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر عہد جدید میں یسوع کو خدا یا اس کا بیٹا کہدینے سے مسیحیوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ

انکو خدا کا حقیقی بیٹا تسلیم کر لیں تو پھر کیا وجہ کہ جب دوسرے راستبازوں۔ حواریوں کو خدا کا بیٹا کہا ہے تو انکو حقیقی بیٹا بننے کا شرف حاصل نہ ہو۔ ملاحظہ ہوں آیات عہد جدید:-

(ا) لوقا ۳/۳۸ "آدم خدا کے بیٹے"

(ب) متی ۵/۹ "مبارک وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے"

(ت) متی ۵/۴۴ و ۴۵ "میں تم سے کہتا ہوں..... کہ اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو تا کہ تم بھی اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھیرو"

(ث) متی ۶/۱۴ "اگر تم آدمیوں کے گناہ بخشو گے تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہیں بخشے گا"

(ج) یوحنا ۲۰/۱۷ "یسوع نے اس سے کہا میرے بھائیوں کے پاس جاکر ان سے کہو کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں"

(ح) رومیوں ۸/۱۴ "اسلئے کہ جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں"

(خ) مزید حوالجات عہد جدید متعلق مضمون ہذا (متی ۷/۱۱ و ۲۳/۹) (لوقا ۶/۳۵) (یوحنا ۸/۴۲ و ۱/۱۲)

تیسری دلیل - پادریوں کے اس دعوی و دلیل کے رد میں کہ یسوع خدا یا اس کا بیٹا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ دعوی از روئے عہد جدید سرے سے ہی غلط اور بے بنیاد ہے اسلئے کہ اگر مسیحیوں کا یہ دعوی صحیح اور درست ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے تو پھر ابن آدم ہونیکا دعوی افترا اور جھوٹ ہوا اور اگر ابن آدم ہونیکا صحیح ہے تو پہلے کو غلط ماننا پڑیگا۔ بس ایک فہیم مسیحی ہی سمجھ سکتا ہے کہ ان میں سے کون صحیح ہے اور کون غلط - ملاحظہ ہوں وہ

حوالجات جس میں مسیح اپنے آپکو انسانی حیثیت میں پیش کرتا رہا:۔

(ا) متی ۱/۱ "یسوع ابن داؤد بن ابراہیم"

(ب) متی ۸/۲۰ "یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کیلئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں"

(ت) متی ۹/۶ "لیکن اسلئے کہ تم جان لو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنیکا اختیار رہے"

(ث) متی ۱۶/۱۳ "یسوع نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں"

(ج) متی ۱۱/۱۹ "ابن آدم کھاتا پیتا آیا"

(ح) مزید حوالے عہد جدید متعلقہ ہذا۔ (لوقا ۶/۵) (مرقس ۲/۲۸)

چوتھی دلیل۔ جو پادری صاحبان یسوع کے خدا ہونے پر دیتے ہیں یہ ہے کہ "میں اور باپ دونو ایک ہیں"، یوحنا ۱۰/۳۰ یعنی جب بیٹے کا باپ سے اتحاد ہوا تو یسوع بھی خدا سے متحد ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کے اتحاد سے جیسا کہ آیت مذکور میں پایا جاتا ہے یسوع خدا ہو سکتا ہے تو مسیحیوں کو از روئے عہد قدیم و جدید ان سب افراد کو جن کے حق میں یہی لفظ استعمال ہوا خدا تسلیم کر لینا پڑیگا ملاحظہ ہوں حوالجات:۔

(ا) یرمیاہ کا نوحہ ۳/۲۴ "میری جان کہتی ہے کہ خداوند میرا حصہ ہے"

(ب) یوحنا ۱۷/۲۱و۲۳ "وے سب ایک ہو جاویں یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں۔ وہ بھی ہم میں ہوں۔۔۔۔ تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں"

(ت) یوحنا ۱۷/۱۱ "اے قدوس باپ اپنے اس نام کے وسیلے سے جو تو نے

مجھے بخشا ہے۔ انکی حفاظت کر۔ تاکہ وہ ہماری طرح ایک ہوں "

(ث) یوحنا کا پہلا خط ۱/۵ تا ۷ "خدا نور ہے اور اس میں ذرا بھی تاریکی نہیں اگر ہم کہیں کہ ہماری اسکے ساتھ شراکت ہے اور پھر تاریکی میں چلیں تو ہم جھوٹے ہیں اور حق پر عمل نہیں کرتے لیکن اگر ہم نور میں چلیں جس طرح کہ وہ نور میں ہے تو ہماری آپسمیں شراکت ہے "

(ج) افسیوں ۴/۶ "سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے "

پانچویں دلیل۔ جو مسیحی صاحبان عہد جدید سے یسوع کے خدا ہونے پر دیتے ہیں یہ ہے:۔ "کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا کیونکہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے " یوحنا ۱۴/۹

اگر ایک سمجھدار مسیحی بائیبل کو سامنے رکھکر اس دلیل پر سرسری نظر ڈالے تو اسے دلیل کی کمزوری فوراً معلوم ہو جائیگی پس اگر عہد جدید میں ان الفاظ سے یسوع کا خدا ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو ان الفاظ کے مشابہ یا ان سے بڑھکر الفاظ کے پائے جانے سے دوسروں کو بھی ضرور خدا تسلیم کر لینا چاہیئے

ملاحظہ ہوں آیات عہد جدید :۔

(ا) یوحنا ۱/۱۸ "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا "

اس آیت کے رُو سے اگر مسیح خدا تھا تو انسانی نظروں میں کیسے دکھائی دیا اور اگر انسانی نظروں نے اسے دیکھا اور یہ واقعہ ہے جس کا انکار بھی نہیں ہو سکتا تو ماننا پڑیگا کہ وہ انسان تھا نہ کہ خدا +

(ب) یوحنا ۱۴/۲۰ "اس روز تم جانو گے کہ میں اپنے باپ میں ہوں اور تم مجھ میں اور میں تم میں "

(ت) یوحنا ۱۵/۴ "تم مجھ میں قائم رہو اور میں تم میں "

(ش) یوحنا ۱۷/۲۱ "جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں۔"

(ج) یوحنا ۶/۵۶ "جو میرا گوشت کھاتا ہے اور میرا خون پیتا ہے وہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اس میں۔"

(ح) یوحنا کا پہلا خط ۴/۱۲ "خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے۔"

(خ) یوحنا کا پہلا خط ۴/۱۳ "چونکہ اس نے اپنی روح میں سے ہمیں دیا ہے اس سے ہم جانتے ہیں کہ ہم اس میں قائم رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔"

(د) یوحنا کا پہلا خط ۴/۱۵ "جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں۔"

(ذ) یوحنا کا پہلا خط ۴/۱۶ "خدا محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے اور خدا اس میں قائم رہتا ہے۔"

(ر) ۲- کرنتھیوں ۶/۱۶ "خدا نے کہا میں ان میں بسونگا اور ان میں چلوں پھرونگا اور میں انکا خدا ہونگا۔"

(ز) اعمال ۱۷/۲۸و۲۹ پولس کارتھینی والوں کو وعظ کرتے ہوئے کہتا ہے:۔
"اسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں جیسے تمہارے شاعروں میں سے بعض نے کہا ہے کہ ہم تو اسکی نسل ہیں پس خدا کی نسل ہوکر یہ خیال کرنا مناسب نہیں کہ ذات الٰہی اس سونے یا روپے یا پتھر کی مانند ہے جو آدمی کے ہنر اور ایجاد سے گھڑے گئے ہیں۔"

(س) مزید حوالجات متعلق مضمون ہذا (یوحنا کا پہلا خط ۳/۲۴) (یوحنا ۱۴/۱۱) (کلیسوں ۳/۱۱)

اب ان حوالجات کو دیکھکر ایک منصف مزاج مسیحی اس بات کا

خوب اچھی طرح اندازہ کر سکتا ہے اور اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ اگر اس قسم کے الفاظ سے یسوع کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو کیا وجہ کہ ان سب افراد کو جن کے لئے یہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں خدا نہ کہا جائے؟

چھٹی دلیل مسیحی صاحبان عہد جدید سے یہ دیا کرتے ہیں "کہ اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے اسلئے کہ میں خدا سے نکلا ہوں اور آیا ہوں"۔ یوحنا ۸/۴۲ اور نیز "تو میرا بیٹا ہے اور آج مجھ سے پیدا ہوا ہے"۔ عبرانیوں ۱/۵ از روئے عہد جدید یہ دلیل بظاہر بڑی زبردست اور قوی معلوم ہوتی ہے لیکن اسکی قوت صرف انہی لوگوں تک محدود ہے جنکے لئے بائیبل کا پڑھنا سخت ممنوع اور گناہ عظیم ہے مگر اس آزاد خیال مسیحی کے لئے جو پادریوں کے اس قول کو بالائے طاق رکھکر عہد جدید پر ایک سرسری نظر ڈالتا ہے اسپر اس دلیل کی ساری حقیقت اور اصلیت کھل جاتی ہے اور اسکو اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ اگر اس دلیل سے یسوع خدا ہو سکتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ جب یہی دلیل دوسرے لوگوں میں پائی جائے تو انہیں بھی خدا نہ تسلیم کر لیں۔ ملاحظہ ہوں حوالجات عہد جدید:-

(ا) یوحنا ۱/۱۲ و ۱۳ "جو اسکے نام پر ایمان لاتے ہیں وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے ہیں"

(ب) یوحنا کا پہلا خط ۲/۲۹ "اگر تم جانتے کہ مسیح راستباز ہے تو یہ بھی جانتے کہ جو کوئی راستبازی کے کام کرتا ہے وہ اس سے پیدا ہوا ہے"

(ت) یوحنا کا پہلا خط ۳/۹ "جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا کیونکہ اس کا تخم اس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ کر ہی نہیں سکتا"

(ث) یوحنا کا پہلا خط ۴/۷ "محبت خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اور خدا کو جانتا ہے"

(ج) یوحنا کا پہلا خط ۱:۵ "جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے"

(ح) یوحنا کا پہلا خط ۴:۵ "جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ دنیا پر غالب آتا ہے"

(خ) یوحنا کا پہلا خط ۱۸:۵ "ہم جانتے ہیں کہ جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا"

(د) اعمال ۲۸:۱۷ و ۲۹ "جیسے کہ تمہارے شاعروں میں سے بعض نے کہا ہے کہ ہم تو اس کی نسل ہیں پس خدا کی نسل ہو کر یہ خیال کرنا مناسب نہیں" اس حوالہ میں اگر پولوس کے مخاطب شاعرانہ رنگ میں خدا کی نسل ہو سکتے ہیں تو کیا وجہ کہ یہودیوں کے اس محاورہ کے ماتحت اور جیسا کہ مسیح نے یوحنا ۳۴:۱۰ میں یہودیوں کو اپنی خدائی کا جواب دیتے ہوئے۔ اوروں کو خدا کہا ہے اسی رنگ سے اور اسی محاورہ کے ماتحت شاعرانہ رنگ میں مسیح کی خدائی کو بھی تسلیم نہ کر لیا جائے۔ پس اس حوالہ سے ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ بائیبل کے ماننے والے اپنے بزرگوں نبیوں کو اس نام سے ملقب کر لیا کرتے تھے۔ پس مسیح نے بھی اسی مجاز اور محاورہ یہود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے آپکو خدا کہہ لیا۔ پس اس سے اسکی حقیقی خدائی نہیں نکل سکتی +

ساتویں دلیل جو پادری صاحبان یسوع مسیح کی خدائی میں دیا کرتے ہیں یہ ہے۔ "کہ یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے" عبرانیوں ۸:۱۳ نیز "وہ اندیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے موجود تھی" کلسیوں ۱۵:۱ مسیحی صاحبان کا یہ دعویٰ بھی محض یا تو تجاہل عارفانہ ہے یا واقعی بائیبل سے ناواقفی ہے نہ معلوم مسیحی صاحبان نے یسوع کے وہم و گمان کے خلاف یہ عقاید کہاں سے لے لئے۔ حالانکہ بائیبل ان عقاید باطل

کا رد کر رہی ہے۔ کسی مسیحی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان صریح اور بین اصولوں کی خلاف ورزی کرے پس اگر آیت مذکورہ کے رو سے یسوع خدا ہو سکتا ہے تو مسیحیوں کو تثلیث سے ترقی کر کے اور بہت سے خدا تسلیم کر لینے چاہئیں ملاحظہ ہوں آیات عہد قدیم و جدید:۔

(ا) زبور ۹۰/۲ "پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین اور دنیا کو تُو نے بنایا ازل سے ابد تک تُو خدا ہے۔"

(ب) یسعیاہ ۴۳/۱۰ "مجھ سے آگے کوئی خدا نہ بنا اور میرے بعد بھی کوئی نہ ہوگا۔"

(ت) عبرانیوں ۷/۳ "یہ ملک صدق بے باپ۔ بے ماں۔ بے نسب نامہ ہے نہ اسکے دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے سے مشابہ ٹھیرا۔"

جب ملک صدق بھی خدا کے بیٹے کے مشابہ ہوا تو مسیحی دوستوں کو چاہیئے کہ اب تثلیث سے ترقی کر کے بہت خدا تسلیم کر لیں ✣

آٹھویں دلیل جو پادری صاحبان یسوع کی خدا ہونے پر دیا کرتے ہیں یہ ہے کہ "یسوع یہ کہکر انکے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے انکی نظروں سے چھپا لیا۔" اعمال ۱/۹ ہمارے نزدیک یہ یسوع کے خدا ہونیکی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ یہ دلیل مسیح کے علاوہ دوسری جگہ میں بھی پائی جاتی ہے اور یہ ممکن نہیں بلکہ محال ہے کہ خدا کی دلیل دوسرے کسی انسان ضعیف البنیان میں بھی پائی جائے ملاحظہ ہو عہد جدید:۔

(ا) متی ۲۲/۳۰ "یسوع صدوقیوں یعنی قیامت کے منکروں کو جواب دیتے ہوئے کہتا ہے۔ "قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے۔"

ہم کہتے ہیں کہ آسمان پر جانا اگر خدائی کی دلیل ہے تو کیا وجہ کہ ایک زمانہ انسان پر آئیگا کہ وہ بھی آسمان پر ہوگا کیا اسوقت وہ بھی خدا ہوگا ؛

(ب) اگر بالفرض کچھ عرصہ کے لئے تسلیم کر لیا جائے کہ یسوع مبہم اقوال کی بنا پر آسمان پر جاتے دیکھا گیا یا چلا بھی گیا تو اس سے وہ خدا نہیں ہوسکتا کیونکہ سب اہل بائیبل ایلیا کے آسمان پر جانے کے قائل ہیں جسکا انکار کوئی مسیحی نہیں کرسکتا پھر کیا مسیحی ایلیا کو بھی خدا ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ملاحظہ ہو عہد قدیم :۔

۲۔ سلاطین $\frac{2}{11}$ ”ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان میں آکے ان دونو کو جدا کر دیا۔ اور ایلیا بگولے میں ہوکے آسمان پر جاتا رہا“

نویں دلیل جو مسیحی صاحبان یسوع کے خدا ہونے پر دیا کرتے ہیں یہ ہے ”تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں تم اِس جہان کے ہو میں اُس کا ہوں“۔ یوحنا $\frac{8}{23}$ اگر مسیحی صاحبان کی یہ دلیل ذرا بھی زبردست اور قوی ہوتی تو ہمیں اسکے ماننے میں بھی کوئی عذر نہ تھا مگر افسوس کہ یہ دلیل بھی نکمی اور بے ثبوت اور ناقابل التفات ہے گو یہ سب دلائل دراصل دعوی ہیں مگر ہم مسیحی دوستوں کی خاطر انکو دلیل ہی مانکر بائیبل سے انکا قلع قمع کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ دلیل یسوع کے علاوہ کسی اور میں بھی پائی جائے تو کیا مسیحی دوست ان سب کو خدا ماننے کے لئے تیار ہیں اگر تیار ہیں تو ملاحظہ ہو عہد جدید :۔

(ا) یوحنا $\frac{17}{14}$ ”جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں“

(ب) یوحنا $\frac{17}{16}$ ”جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں“

(ت) یوحنا $\frac{15}{19}$ ”اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو عزیز رکھتی لیکن

چونکہ تم دنیا کے نہیں اسلئے میں نے تمکو دنیا سے چن لیا"

پس ان آیات کے رُو سے مسیحی دوستوں کو چاہیئے کہ سب حواریوں کو بھی خدا مان لیں کیونکہ حواری بھی اس دنیا کے نہیں تھے جیسا کہ یسوع اس دنیا کا نہیں تھا ۔

دسویں دلیل جو پادری صاحبان یسوع کے خدا ہونے پر دیا کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ بے باپ تھا - اور اس کی یہ معجزانہ پیدائش ایک ایسی پیدائش تھی جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی - افسوس کہ مسیحی صاحبان کی یہ دلیل بھی نہایت کمزور ہے کیونکہ یہ دلیل یسوع کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس سے بہتر اور افضل رنگ کی پیدائش دوسروں میں پائی جاتی ہے ملاحظہ ہوں حوالجات عہد جدید :-

(۱) عبرانیوں ۷ "شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں - بے نسب نامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے سے مشابہ ٹھیرا"

(ب) لوقا ۳/۳۸ "آدم خدا کا بیٹا"

اب ان دونوں آیتوں سے ایک سمجھدار مسیحی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اگر یسوع بے باپ ہونے سے خدا بن سکتا ہے تو کیا وجہ آدم اور ملک صدق کو جنکی پیدائش بے ماں اور بے باپ ہے خدائی کے افضل اور اعلیٰ درجہ میں نہ رکھے جاویں ۔

گیارھویں دلیل جو پادری صاحبان یسوع کے خدا ہونے پر دیتے ہیں جو انکے خیال میں تمام دلائل سے قوی تر اور مضبوط ہے یہی ایک دلیل ہے کہ جس پر مسیحی دوستوں کو بڑا ناز ہے اور وہ یہ ہے - کہ خدا گناہ سے پاک ہے اور تمام انسان جو آدم اور حوا سے پیدا ہوئے گناہ سے ملوث ہوئے - مگر یسوع چونکہ آدم کی نسل سے نہ تھا وہ گناہ سے ملوث نہ ہوا اور وہ خدا کی طرح ہر گناہ سے محفوظ اور معصوم رہا لہذا وہ خدا ہوا -

(۱) یہ بات کہ تمام انسان آدم اور حوا کے گناہ سے ورثہ میں گنہگار ہوئے بہر صورت انجیل کی تعلیم کے خلاف ہے اور نیز خدا تعالیٰ کے عدل کے منافی ملاحظہ ہو حوالجات عہد جدید

۲-سلاطین ۱۴/۶ "جیسا کہ موسیٰ کی شریعت کی کتاب میں لکھا ہے کہ جسمیں خداوند نے فرمایا کہ بیٹوں کے بدلے باپ دادوں کو قتل مت کرو اور نہ باپ دادوں کے بدلے بیٹوں کو بلکہ ہر ایک شخص اس گناہ کے سبب جو اس نے کیا ہے مارا جائے"

(ب) یرمیاہ ۳۱/۳۰ "ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مریگا ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے اسکے دانت کھٹے ہونگے"

(ت) استثنا ۲۴/۱۶ "اولاد بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کیجائے ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا"

(ث) ۲-تواریخ ۲۵/۴ "خداوند نے فرمایا کہ بیٹوں کے بدلے باپ دادے قتل نہ ہونگے اور نہ باپ دادوں کے بدلے بیٹے قتل ہونگے بلکہ ہر ایک اپنے گناہ کے لئے مارا جائے"

ان حوالجات کو پڑھکر ایک سمجھدار انسان اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ آدم اور حوا کے گناہ سے وراثتہً سب انسانوں کا گنہگار ہو جانا بائیبل کے بالکل خلاف ہے پس مسیحیوں کا یسوع کی خدائی کے لئے یہ بنیادی پتھر رکھنا سرے سے ہی غلط ہے- اور عہد قدیم کی صراحۃً مخالفت ہے آیات مذکورہ سے صاف طور پر مترشح ہوتا ہے کہ سب انسان گناہ گار نہیں ہو سکتے- اب یہ سوال قابل حل رہ جاتا ہے کہ آیا بائیبل کے رُو سے مسیحیوں کا یہ دعویٰ کہ مسیحؑ بے گناہ اور معصوم ہے صحیح اور درست ہے یا غلط اور بے اصل ہم کہتے ہیں کہ ہر مسیحی کفارہ کا قائل ہے اور اگر وہ اسکا قائل نہیں تو وہ مسیحی نہیں کفارہ اس چیز کا نام ہے کہ یسوع نے گنہگاروں کیلئے اپنی پیاری جان کیلئے اپنی رضامندی اور خوشی سے صلیبی موت کو پسند کیا- اگر یہ بات ایک لمحہ کیلئے مان لیجائے- کہ مسیح صلیبی موت سے مر کر کفارہ نہیں ہوا تو مسیحیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس اصل الاصول کو مدنظر رکھتے

ہوئے جبکہ ہم بائیبل کو دیکھتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیبی موت نہایت ہی ناپاک اور موردِ غضب الٰہی ہے بلکہ مصلوب ملعون ہوتا ہے اور لعنتی کی سزا جہنم ہے اور لعنت کا مفہوم بائیبل کے استعمال میں نہایت ہی مکروہ معانی میں لیا گیا ہے ملاحظہ ہو عہد قدیم و جدید:-

(ج) استثنا ۲۱/۲۳ "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے اسلئے چاہیئے کہ تیری زمین جسکا وارث خداوند تیرا خدا تجھ کو کرتا ہے ناپاک نہ کیجائے"

(ح) گلتیوں ۳/۱۳ "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"

اب ان آیات کے رُو سے ہم مسیحی صاحبان سے دریافت کرتے ہیں اور وہ ہمیں بتائیں کہ مسیح از روئے بائیبل کس بات کا مورد ہوا اُس مضمون کو بیان کرنیکے لئے کہاں سے الفاظ لائیں ہماری قلم میں یہ طاقت نہیں کہ اس پر زیادہ لکھنے کی جرأت کریں عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہے ؎

(خ) حزقی ایل ۱۳/۹ "میرا ہاتھ ان نبیوں پر- جو دھوکا دیتے ہیں اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں چلیگا"

(د) استثنا ۱۳/۵ "وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا"

(ذ) حزقی ایل ۱۴/۹و۱۰ "اور وہ نبی جو دھوکہ کھا کے کچھ کہے میں اپنا ہاتھ اس پر چلاؤنگا اور اسے اپنی اسرائیلی لوگوں میں سے نابود کر دونگا- اور وہ اپنی بدکاری کی سزا کی برداشت کرینگے"

(ر) مزید حوالجات کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے- (استثنا ۱۸/۲۰) (یسعیاہ ۹/۱۴و۱۵)
(یرمیاہ ۱۴/۱۴ تا ۱۶)

اب اگر ان نبیوں کی کتابوں کو صحیح تسلیم کیا جائے .... تو ہم یہودیوں کے نقطۂ خیال سے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ جھوٹے نبی تھے کیونکہ

یہودیوں نے اپنے قانون شریعت کے مطابق انکو صلیبی موت سے مار کر لعنتی نبی ثابت کر دیا۔ یہودیوں کا منہ بند کرنے کے لئے مسیحیوں کے پاس کیا جواب ہے پس بائیبل کے رُو سے کسی مسیحی کا یسوع کو بے گناہ ہونیکی دلیل سے خدا ثابت کرنا ناممکنات سے ہے۔

(ز) پیدائش ۳/۶ "عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اس کے پھل میں سے کھایا اور اپنی خصم کو بھی دیا۔"

(س) ۱۔تیمتھیس ۲/۱۴ "آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔"

اب ان دونو آیتوں پر غور کرنے سے ایک عقلمند آسانی سے یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ گناہ کی اصل محرک عورت ہے یعنی حوا نہ کہ آدم۔ کچھ عرصہ کیلئے اگر یہ بات تسلیم کر لیجائے کہ یسوع ابن آدم ہونیکے لحاظ سے بے گناہ تھا لیکن اس بات سے کوئی مسیحی انکار نہیں کرتا۔ کہ وہ ابن مریم تھا۔ پس از روئے بائیبل ابن البنت ہونیکے لحاظ سے کوئی مسیحی اسکے گناہ گار ہونے سے انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ حوا کا گناہ (نعوذ باللہ) وراثتہً حضرت مریم تک ماننا پڑیگا۔ افسوس مسیحیوں نے یسوع کو خدا بنانے کی خاطر اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ان فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الابصار۔

(ش) یہ بات ہم ایک لمحہ کیلئے ماننے کو تیار نہیں کہ مسیحؑ گنہگار تھا اور نہ ہی یہ کہ وہ نیک پاکباز اور راستباز نہ تھا بلکہ وہ خدا کے دیگر انبیاءؑ کی طرح ایک برگزیدہ رسول تھا۔ مگر افسوس جب ہم عہد جدید کو پڑھتے ہیں تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یسوع نے پاکباز اور راستباز ہو کر اپنی پاکبازی سے انکار کیا۔ جو بحیثیت خدا ہونے کے اسکے شان شایاں نہیں تھا۔ کیونکہ اگر خدا ہی اپنی صفات کاملہ سے منکر ہو بیٹھے تو پھر بندوں کو اس سے کسی چیز کی امید لاحاصل ہے ایسا ناقص خدا اڑے وقت کسی کے کیا کام آسکتا ہے پس ایسا خدا خدائی کے لائق نہیں۔ ملاحظہ ہوں حوالجات عہد جدید:۔

مرقس ۱۰/۱۸ "یسوع نے اس سے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو

کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا"

مزید حوالجات متعلقہ مضمون ہذا متی ۱۹/۱۶ لوقا ۱۸/۱۸

(ص) مسیحیوں کا یہ دعویٰ کہ صرف یسوع ہی پاکباز و راستباز تھا اور کوئی ابن آدم پاکباز و راستباز نہیں اور سب کے سب گنہگار ہیں ایک لغو دعویٰ ہے جسکی کچھ بھی اصلیت نہیں کیونکہ بائیبل سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ بہت سے پاکباز بھی تھے ملاحظہ ہوں حوالجات:۔

لوقا ۱/۶۷،۷۰ "زکریاہ روح القدس سے بھر گیا اور نبوت کی راہ سے کہنے لگا جیسے اس نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کہا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے چلے آئے ہیں"

اب اس حوالہ میں جو الہامی جملہ "پاک نبیوں" کا ہے یہ کسی طرح غلط یا مبالغہ آمیز نہیں کہا جا سکتا کیونکہ خدا کے الہام میں بے جا۔ بلا ضرورت۔ مبالغہ آمیز الفاظ نہیں ہوسکتے ورنہ اس سے خدا تعالیٰ کی ذات پر بہت سے نقائص و عیوب وارد ہوسکتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پاک ہونا صرف یسوع ہی کا خاصہ نہیں تھا بلکہ ان تمام انبیاء کو جو دنیا کے شروع سے ہوتے چلے آئے یہ مرتبہ حاصل تھا؛

(ض) متی ۱۳/۱۷ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کی یہ آرزو تھی کہ جو باتیں تم دیکھتے ہو دیکھیں۔ مگر نہ دیکھیں"

اگر یسوع کا یہ قول درست اور صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے اور اس میں ذرا بھی مبالغہ اور جھوٹ نہیں تو ہم مسیحی دوستوں سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ اگر کسی نبی نے ایک گناہ بھی کیا۔ مثلاً۔ اس نے شراب پی۔ یا بیٹی سے زنا کیا۔ یا کسی غیر عورت پر فریفتہ ہو گیا تو راستباز نہ رہا پس مسیح کے اس قول کے مطابق آپکو کچھ راستباز تسلیم کرنے پڑینگے جو گناہ سے پاک ہوں۔ جب یہ بات بائیبل سے ثابت ہو گئی کہ کچھ معصوم لوگ بھی ہیں تو اس سے یسوع کا خاصہ لازمہ الوہیت ثابت نہ رہا؛

(ط) لوقا ۱/۶ "وے دونو (زکریاہ اور اسکی بیوی) خدا کے حضور راستباز اور خدا کے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے"

(ظ) متی ۲۳/۳۵ "یسوع فقیہوں اور فریسیوں کو مخاطب ہو کر کہتا ہے:- "اے افعی کے بچو تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے.... (جبتک کہ) سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا تم پر نہ آئے"

(ع) اعمال ۱۰/۳۴،۳۵ "پطرس نے زبان کھولکر کہا اب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں بلکہ ہر قوم میں جو اس سے ڈرتا ہے اور راستبازی کرتا ہے وہ اسکو پسند کرتا ہے"

(غ) پطرس کا دوسرا خط ۳/۲ اے عزیزو میں..... تمہارے صاف دل کو اُبھارتا ہوں کہ تم ان باتوں کو جو پاک نبیوں نے پیش کیں.... یاد رکھو"

(ف) زبور ۱۴۹/۵ "پاک لوگ اپنی بزرگواری پر فخر کریں"

اب ان صریح اور واضح آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کثیر التعداد لوگ پاک اور راستباز ہوئے - اگر ان حوالجات بائیبل کی بے جا اور بیہودہ تاویل کیجائے تو یہ صداقت کو مسلنا اور اس کو چھپانا ہے اگر کسی نبی نے کوئی گناہ بھی کیا تو وہ پاک کہلانے کا مستحق نہیں وہ راستباز نہیں پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ بائیبل کی ساری آیات کو نظر انداز کر کے صرف یسوع کی معصومیت کا دعوی کیا جائے اور اس دلیل سے اسے خدا بنانے کی کوشش کیجائے - اگر یہ دلیل یسوع کی الوہیت کے لئے کافی اور شافی ہے تو پھر مسیحی دوستوں کو چاہیئے کہ وہ دوسرے سب پاک نبیوں اور مقدس راستبازوں کو بھی خدا تسلیم کر لیں ॥ (باقی آیندہ)

آخری زمانہ کے مصلح کا عالمگیر انتظار

اور

اسکے متعلق مسز اینی بسنٹ کے خیالات

سنہ ۱۹۱۱ء میں مسز بسنٹ نے آرڈر آف دی سٹار ان دی ایسٹ (مشرق سے نکلنے والے ستارہ کا سلسلہ) کی بنیاد ڈالی۔ تاکہ تمام ان لوگوں کو جو ایک مصلح کی قریب ترین آمد کے قائل ہیں۔ ایک سلسلے میں جمع کیا جائے۔ مسز بسنٹ نے ایک رسالہ میں جو اس سلسلے کی اغراض کی تشریح کرتا ہے تمام ان دلائل کو واضح کر کے لکھا ہے۔ جسکی بنا پر وہ اور انکے ہمخیال ایک مصلح کی آمد کے منتظر ہیں۔ نیز ان مشکلات کا بھی ذکر ہے جو اسکی شناخت کے متعلق پیش آسکتی ہیں۔ اور اس کام کا بھی ذکر ہے جو اسنے یہاں آکر کرنا ہے یہ تمام دلائل ایسے عالمگیر اور عام پسند ..... ہیں جو بہت ہی کم تغیر و تبدل کے ساتھ ہمارے سلسلے کی طرف سے بھی پیش کیئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم بھی تو اسی بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ وہ امید جسکی تائید مسز بسنٹ اور انکے ہمخیال کر رہے ہیں مدت سے پوری ہو چکی ہے۔ ہم ذیل میں چند اقتباسات اسی رسالے سے درج کرتے ہیں۔

(۱) ” ہر ایک مذہب میں دیکھو لو کہ سب میں برابر ایسے مقربان الٰہی کے آنیکا پتہ چلتا ہے۔ جو ایک طرح سے تو انسان۔ لیکن دوسرے پہلو سے خدا نما انسان ہوتے ہیں۔ اور جو ان مذاہب کے ماننے والوں کو بتاتے ہیں۔ کہ کونسے وہ خیالات ہیں جو نہایت اعلیٰ اور بالکل پاک ہیں۔ وہ دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔ لیکن جب بھی آتے ہیں۔ اسوقت لوگوں کو بتاتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے۔

(۲) سرزمین مغرب میں مسیح کا نام یوروپین لوگوں کے لئے دل کی قوت

دانائی اور محبّت کا مترادف ہے۔ لیکن بہت کم عیسائیوں کو معلوم ہے کہ جس طرح مسیح کا نام انکو پیارا ہے۔ اس سے بڑھکر۔ بُدھ۔ سری کرشن۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور زرتشت کا نام عزیز ہے۔

(۳) اگر گذشتہ زمانے میں خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی شخص اصلاح قوم کے لئے آتا رہا ہے تو اگر موجودہ زمانے میں یا ہمارے بعد اسی غرض کے لئے کوئی آئے۔ تو کونسی تعجّب کی بات ہے ؛

کیا انسان نے ترقی کا سارا سبق یاد کر لیا ہے۔ اور اب زیادہ پڑھنے کی گنجائیش نہیں رہی۔ ہرگز نہیں۔ کیا لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں کا سا معاملہ کرتے ہیں اور ملکر کام کرتے ہیں۔ موجودہ جنگ ہی ایسے دعویٰ کے باطل کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ در اصل عجیب بات ہے کہ چند سالوں سے لوگوں کے خیالات کا رجحان اسی طرف ہے۔ کہ خدا کی طرف سے کسی کو آنا چاہیئے ؛

لوگوں نے دیکھا کہ دنیا میں کوئی نظام قائم نہیں رہا باوجود دولت اور سامان عیش و عشرت کے ترقی کر جانے کے غربت اور مصیبت ترقی کرتی جاتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ غریبوں کے آنسو بادشاہوں کے تخت اُلٹ دیتے ہیں۔ اور جن کی نظر زیادہ وسیع تھی انہوں نے فوراً بھانپ لیا۔ کہ موجودہ تہذیب بھی مفلسی اور مصیبت کے بوجھ کے نیچے دبکر ریزہ ریزہ ہو جائے گی پس کونسے تعجب کی جگہ ہے۔ کہ موجودہ زمانے میں بھی خدا کی طرف سے نبی آئیں۔ جو لوگوں کو خود غرضی اور لالچ کے لق و دق صحراؤں سے نکالکر محبّت اور اخوت کے خوشنما باغوں میں لے جائیں ؛

پس اسی غرض کو مدّ نظر رکھکر (مشرق سے طلوع ہونیوالے ستارہ کا سلسلہ آرڈر آف دی سٹار ان دی ایسٹ کی بنیاد ڈالی گئی تاکہ تمام وہ لوگ جو یہ امید رکھتے ہیں انکو ایک نظام میں داخل کیا جائے ؛

اور ہم اب اس طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ جب وہ آئے تو ہم اسکو فوراً پہچان لیں ؛

(۴) بہت سے عیسائیوں کا خیال ہے کہ آجکل جو واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ دراصل یہ وہ پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں جو مسیح نے اپنے حواریوں سے کہی تھیں۔ اور جو اسکی آمد ثانی سے پہلے پوری ہونی ضروری ہیں۔ انجیل متی کا چوبیسواں باب پڑھو اور پھر ان حالات کا جو مسیح نے بیان کئے ہیں آجکل کے حالات کے ساتھ مقابلہ کرو۔ تو ان دونو میں ایک غیر معمولی مشابہت نظر آئیگی ؛

پس کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کہ اس مصیبت خونریزی اور خطرات کے درمیان ایسے نفوس بھی موجود ہیں۔ جو اس خوش وقت کو انتظار کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں کہ انکی نجات کا وقت قریب آگیا ہے ؛

(۵) صرف عیسائیوں کو ہی اپنے آقا کے دوبارہ آنیکا انتظار نہیں۔ دوسری قوموں اور ملکوں کے درمیان کسی مصلح کی آمد کی تیاریاں اور بھی زور شور سے ہو رہی ہیں۔ ہند کی پاک سرزمین میں جہاں رشیوں اور ولیوں کا ہمیشہ خیر مقدم ہوتا ہے۔ ہمارے سلسلے کا پیغام خوب زور شور سے پھیل رہا ہے۔

ہندوؤں کا خیال ہے کہ ضرور ایسے وقت بھی آتے ہیں جب کہ ایشور کے روپ میں رہبران دین دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس عالمگیر جنگ کے دلوں میں قدرتی طور پر وہ ایک دَور کو ختم ہوتا دیکھتے ہیں اور ایک نئے دَور میں داخل ہوتے ہیں۔ اور انکی روایات ایک اوتار کے آنے کی طرف صاف اشارہ کر رہی ہیں۔

بُدھ مذہب کے ملکوں میں روایت مشہور ہے کہ وہ عظیم الشان رشی

متریا بدھا جو رحم کا دیوتا ہے۔ عنقریب دنیا پر ظاہر ہوگا اور قوموں کو بابرکت کریگا۔ برہما میں بدھ مذہب کا ایک واعظ ایک مہارشی کے آنے کا وعظ کرتا ہے اور ہزارہا آدمی اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اور اس واقعۂ عظیم کے لئے تیار رہنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

تبت میں لاما گرو نے حکم دیا ہے کہ متریا بدھا کی مورت نصب کیجائے اور ایماندار بدھا اسپر سونے کے پترے ڈالتے جائیں یہاں تک کہ ان کی امید پوری ہوجائے۔ جو انکو اپنے آقا کے آنے کے متعلق لگی ہوئی ہے۔

پس مشرق سے لیکر مغرب اور شمال سے لیکر جنوب تک یہی آواز آتی ہے کہ وہ آنیوالا کب آتا ہے۔ اور جواب یہی آتا ہے کہ جب تم تیاری کرو گے تو میں آجاؤنگا۔

(۶) وہ ہماری کیا امداد کرسکتا ہے۔ ایک آدمی دنیا کی مصیبتوں کو کس طرح دور کرسکتا ہے اور جب ہم نے پچھلی تعلیموں پر ہی عمل نہیں کیا تو کسی نئی تعلیم کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوالات ہیں جو قدرتی طور پر دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

یہ بیشک سچ ہے کہ ہم نے پچھلی تعلیموں کے مطابق اپنا طرز زندگی نہیں بنایا۔ جو درحقیقت تمام وقتوں کے لئے کافی ہے۔ لیکن آخر کیوں؟ صرف اسی وجہ سے کہ ہم اپنی ذمہ واریوں کو یہ کہکر ٹالتے رہے ہیں۔ کہ جب مسیح زمین پر ظاہر ہوا۔ وہ موجودہ تہذیب کی پیچیدگیوں سے مطلق ناواقف تھا۔ اسکو ہماری پیچیدہ اور مشکل زندگی کے کسی ایک مسئلے سے بھی سابقہ نہیں پڑا تھا۔ گو اس کی تعلیم اچھی ہے اور ایسی قوموں کے لئے جو تہذیب کے پہلے ہی زینہ پر ہوں کسی قدر قابل عملدرآمد بھی ہے۔ لیکن آجکل کی تہذیب کے مقابل میں بھلا کہاں قابل عملدرآمد ٹھیر سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص پہاڑی وعظ

کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا چاہے۔ تو ایک دن بھی یہاں نہیں کاٹ سکتا۔
کوئی صداقت اگر واقعی صداقت ہے تو وہ ہر زمانے میں صداقت ہی
ہوگی۔ اگر محبت اور اخوت خدا کے قانون ہیں۔ تو وہ آجکل بھی قابلِ عملدرآمد
ہیں اور پہلے بھی تھے۔ پس کوئی مصلح نئی تعلیم لیکر نہیں آتا۔ بلکہ اس لئے
آتا ہے تاہم کو یہ بتائے کہ محبت قانون انسانی اور قانون خدائی کے پورا
کرنے کا نام ہے۔ پس ہمیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی خدا تعالیٰ
کی طرف سے بولے بجائے مولویوں اور پنڈتوں کی طرح جو اصل حقیقت سے
غافل ہیں ... ... کسی بات کو صرف اعتقادی طور پر نہ مانتا ہو۔ بلکہ
اسکے متعلق خدائی علم رکھتا ہو۔ جو مجسم محبت ہو ؎
(۷) ایک اور سوال ہے اور وہ یہ کہ کیا کوئی ایسا انسان بھی ہو سکتا ہے
جو تمام موجودہ دنیا پر اپنا اثر ڈال سکے؟ ہاں بیشک ہو سکتا ہے۔ چونکہ تمام
دنیا آج ایک ہی ہوگئی ہے۔ اور ریل گاڑی۔ دخانی جہاز۔ ڈاک اور تار نے
اسے ایسا ملا دیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ کسی مدبر سلطنت کی تقریر
جو ایک برِاعظم میں دی گئی ہو۔ شام سے پہلے پہلے دوسرے برِاعظم تک با آسانی
پہنچ جاتی ہے۔ موجودہ سائنس کے کرشموں نے وقت اور فاصلے کو محو کر دیا ہے
آج ہی کے زمانے میں ایک آواز آدم کے بیٹوں کو اکٹھا کر سکتی ہے ؎
(۸) مگر سوال یہ ہے کہ آیا ہم اسکو پہچان بھی لینگے۔ یا اسکو جھوٹا جھوٹا کہکر شور و
غوغا بلند کرینگے۔ اگر تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے تو ہم ضرور کہینگے کہ ہم اسے ظاہری
حالات کی مدد سے نہیں پہچان سکینگے۔ کیونکہ وہ شاہانہ جاہ و حشمت سے
نہیں آئیگا۔ اغلباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسکو اپنے جیسا سمجھ کر ہی رد کر دینگے
اور کہدینگے۔ کہ کیا یہ آدمی نبی ہو سکتا ہے۔ ہم اسکو اور اس کے باپ دادوں
اور رشتہ داروں کو اشتباہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ

اس کے متعلق فلاں بات مشہور ہوئی تھی - اور فلاں نے ایسی ویسی باتیں اس کے متعلق کہی تھیں - ہم کسی جھوٹے مدعی کے جال میں پھنسنے کے نہیں ہیں - پس ہم اسی طرح ہمیشہ رسم ورواج اور ناجائز اعتراض کی دیواریں اپنے ارد گرد کھینچکر صداقت کو اپنے سے دور رکھا کرتے ہیں ؛

مسیح کلامتہ ذ زمانہ کی وجہ سے خدا کا بیٹا سمجھ لیا گیا - لیکن میں حیران ہوں کہ وہ اس وقت انسانی جسم کے ساتھ آوے - تو یہ لوگ اسکو تسلیم کرنے کو تیار بھی ہونگے یا نہیں - میرا خیال ہے - وہ یہی کہدینگے - کہ یہ مشرق کا ایک یہودی ذلیل قوم میں سے ذات کا بڑھئی - ایک خطرناک مصلح - لوگوں کے درمیان بغاوت پھیلانے والا - چوروں اور ڈاکوؤں کا ساتھی اور طرفہ یہ کہ اس قماش کا ہوکر اپنے آپ کو روحانی مصلح کہتا ہے - ایسے دیوانے کو جو بھوت کے اثر کے نیچے ہے چاہیئے کہ ہلاک کردیا جائے -

میرے خیال میں ہمارے معزز عیسائی صاحبان اس قسم کے مسیح کے دوبارہ آنے کے ہرگز قائل نہیں ہونگے - بہت سی باتیں تعصب کا نتیجہ ہوتی ہیں - اور اکثر دفعہ یہی تعصب صداقت کی طرف سے ہمیں اندھا کردیتا ہے - بعض دفعہ محض دعویٰ کے طور پر یہ خیال رکھنا کہ مسیح دوبارہ آئیگا اچھا ہوتا ہے - کیونکہ ہم دیکھ سکتے ہیں - کہ کونسے وہ حالات ہیں جنہیں وہ آسکتا ہے اور کن حالات کے ماتحت ہم اس کا انکار کرسکتے ہیں - مثلاً ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ بہرحال عیسائی مذہب سے تعلق رکھیگا - لیکن کس فرقے کے ساتھ - اگر وہ رومن کیتھولک ہوکر آئے - تو پروٹسٹنٹ لوگ اس کا انکار کردینگے : اور اگر پروٹسٹنٹ ہوکر آئیگا - تو رومن کیتھولک اسکو رد کردینگے - سوائے اس خاص فرقے کے جس کی طرف سے ہو کر وہ آئیگا - یا فرض کرو کہ وہ عیسائیوں کے کسی ایک فرقے سے بھی تعلق نہیں رکھیگا - بلکہ دنیا کے نہایت

ہی پرانے مذہب میں سے کسی ایک کی طرف سے ہو کر آئیگا۔ تو عیسائی بجائے
اسکے کہیں سے کچھ حاصل کریں۔ فوراً اسکو عیسائی بنانے کی فکر میں پڑ جائینگے۔
اگر وہ مشرق میں ظاہر ہوگا۔ وہ مشرق جہاں دنیا کے تمام
بڑے بڑے ہادیانِ دین پیدا ہوئے ہیں۔ تو کیا مغرب کے
رہنے والے اس کی عظمت کے قائل ہو جائیں گے۔
اور رنگت کی وجہ سے حقیر نہیں جانینگے۔ کیا یورپ کے مغرور لوگ ہدایت کے
چشمے سے سیراب ہونے کے لئے اسکے قدموں پر نثار ہونگے۔ بلکہ سلطنت
برطانیہ کی چند نوآبادیوں میں تو اس کو اندر داخل ہونیکی اجازت بھی نہ ہوگی؛

دراصل ملائکہ اور انسان کا ہدایت دہندہ ان خیالات سے بہت
بلند مرتبے اور شان کا ہونا چاہیئے۔ جو ہم لوگ اسکی نسبت اپنے دلوں میں
قائم کیئے بیٹھے ہیں۔ کسی اور کی گواہی پر ہم کسی کو مسیح ماننے کے لئے تیار
نہیں ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ جب تک ہماری روح اندر سے گواہی نہ دے کہ
یہ مسیح ہے تو وہ مسیح نہیں ہو سکتا۔ لیکن صرف ایک ہی طریق ایسا ہے
جس سے ہم اسکو یقینی طور پر پہچان سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اردگرد
کی دنیا میں اُس کی تصویر کا مطالعہ کریں۔ اور انسانوں کے دلوں میں اسکی
شبیہہ کو غور سے دیکھیں۔

یہ ہیں وہ خیالات جو مسز اینی بیسنٹ نے آخری زمانہ کے مصلح کے متعلق
شائع کیئے ہیں۔ خیالات تو قریباً سب بہت درست ہیں اور اُن سے ایک
طالب حق بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ خود مسز اینی بیسنٹ
نے عملی طور پر ان خیالات سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ آخری زمانہ کا مصلح آیا
مگر اُس نے اُس کی آواز کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ
بے اعتنائی سے کام لیا ہے۔ دوسروں کو تو بہت اچھی نصیحتیں کی ہیں مگر

خود اُن پر عمل نہیں کیا۔ آسمانی بادشاہت کا معاملہ نہایت ہی عجیب ہے۔ وہ جو فلاسفر اور دانشمند کہلاتے ہیں اپنے تکبّر اور گھمنڈ کی وجہ سے خدا کے فرستادوں کی باتوں پر غور نہیں کرتے مگر دل کے غریب اُن کی باتوں کو قبول کرتے اور آسمانی بادشاہت میں سب سے پہلے داخل ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں :۔

"اے باپ۔ آسمان اور زمین کے خداوند۔ میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تُو نے ان چیزوں کو داناؤں اور عقلمندوں سے چھپایا۔ پر بچّوں پر ظاہر کیا"

بہرحال مسز اینی بیسنٹ کی باتیں واقعی قابل قدر ہیں اور ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ بہت سی سچّی باتیں اُن کی قلم سے نکلی ہیں۔ خدا کرے کہ وہ خود بھی اور اور لوگ بھی ان باتوں سے فائدہ اُٹھا کر حق کو قبول کریں۔ آمین ؛

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"

(مرقومہ شیخ غلام فرید صاحب بی۔ اے)

حضرت عمران بن حصینؓ راوی ہیں۔ کہ ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور عرض کیا۔ اے خدا کے رسول میں نے زنا کیا۔ مجھ پر حد قائم کیجئے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلایا۔ اور اُس کو فرمایا۔ کہ اس لونڈی کو اچھی طرح سے رکھ۔ اور جب اسکو بچّہ پیدا ہو۔ تو پھر میرے پاس لے آنا جب اس عورت کے ہاں بچّہ پیدا ہو گیا۔ تو اس کا ولی اسکو لیکر خدا کے رسولؐ کے دربار میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اسکو رجم کر دو۔ جب وہ مر گئی۔ تو آنحضرتؐ اس کا جنازہ پڑھانے لگے۔ اسپر حضرت عمرؓ نے جن کے سینہ میں اسلام

کے لئے ایک غیر معمولی جوش تھا۔ اور جن کی پاک طبیعت یہ برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ کہ خدا کا رسولؐ ایک زانیہ کا جنازہ پڑھے۔ فوراً عرض کی۔ یارسول اللہؐ میری جان آپؐ پر قربان ہو" کیا آپ ایک زانیہ کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ خدا کے پاک رسولؐ نے فرمایا۔ اے عمرؓ اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے۔ کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر جن کے لئے ان کے اعمال کے سبب جہنّم کا فیصلہ ہوچکا ہے۔ تقسیم کردی جاوے۔ تو وہ تمام بخشے جاویں۔ اے عمرؓ کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ اس زبردست احساس کے سبب جو اسکو ایک گناہ کرنے کے بعد ہوا ہے اس نے اپنی جان تک دیدی ہے!!

یہ بظاہر ایک نہایت معمولی واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو صرف یہی ایک واقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ انگور کے درخت کو انگور ہی لگتا ہے۔ اور انار کو انار۔ اور کیکر کو کانٹے ہی لگتے ہیں

ایک رسول اور نبی کی بعثت کی سب سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ لوگوں کو ان عیوب اور بدکاریوں سے جن میں لوگ اسکی آمد سے پہلے مبتلا ہوتے ہیں پاک صاف کردے۔ اور ان کا اپنے ربّ کے ساتھ ایک ہمیشہ قائم رہنے والا پیوند کردے۔ پس رسول کی بعثت کی سب سے بڑی غرض جس شان و شوکت سے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پوری ہوئی ہے اسکی مثال دنیا کے کسی گذشتہ رسول و نبی میں پائی نہیں جاتی۔ آپؐ ایک ایسی قوم میں مبعوث کیئے گئے تھے۔ جو اسوقت صفحہ دنیا پر نہایت ہی بدترین حالت میں تھی۔ عرب کی مذہبی و اخلاقی حالت اس حد تک گری ہوئی تھی۔ کہ اسکی مثال وہ آپ ہی تھی۔ لیکن وہ عظیم الشان تبدیلی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک مثال نے عرب کی اجہل و اجڈ قوم میں پیدا کی۔ اسکی نظیر بھی دنیا میں ملنی ناممکن ہے اور مذکورہ بالا واقعہ اس کو روز روشن کی طرح ثابت کرتا ہے ؛

ؐ حاشیہ ستر کا لفظ عرب میں کثرت کے لئے بولا جاتا ہے۔

ہم مانتے ہیں۔ کہ خداوند کریم نے ہر قوم میں رسول و مصلح بھیجے۔ اور ہر قوم کے بعض افراد اپنے اپنے وقت میں مذہب کے لئے اپنی جان پر کھیل گئے۔ عیسائیوں میں بھی یہ مثالیں ملتی ہیں۔ یہودیوں کی تاریخ بھی اس سے خالی نہیں۔ بدھ مذہب والوں اور ہندوؤں کو بھی یہ فخر حاصل ہے۔ مگر ان مثالوں میں اور اس مثال میں ایک نمایاں فرق ہے۔ وہ اپنے عقائد کیلئے قتل کیئے گئے۔ لیکن انہوں نے بخوشی مارا جانا قبول نہیں کیا۔ بلکہ وہ جبراً تہ تیغ کیئے گئے۔ ان کو اگر موقع دیا جاتا۔ تو وہ اپنی جان بچانے کیلئے کہیں بھاگ جاتے یا چھپ جاتے۔ اپنے سچے مذہب کی اتباع میں ظالموں کے ہاتھوں قتل ہو جانا اور اپنے سچے عقائد سے توبہ نہ کرنا ایک بات ہے۔ مگر بغیر کسی مجبوری کے۔ بغیر کسی کے علم ہونے کے خود آ کر ایک گناہ کا اقرار کرنا اور اقرار بھی ایسے گناہ کا کہ جسکی سزا موت تھی۔ اس بات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس عورت نے خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تھا۔ اسے خدا کی ذات پر اور یوم جزا و سزا پر ایسا ہی زبردست ایمان تھا۔ جیسا اسکو اپنے عورت ہونے پر تھا۔ کیا سبب ہے۔ کہ دنیا میں تو ہم یہ دیکھیں۔ کہ لوگ ایک معمولی غلطی کر کے بھی اسکا اظہار لوگوں میں ہونا اپنی ہتک عزت اور بے عزتی سمجھتے ہیں۔ اور ہزار کوشش کرتے ہیں۔ کہ انکے گناہ پر پردہ پڑا رہے۔ اور اگر انکی غلطی ظاہر بھی ہو جاوے۔ تو ہر چند اپنے آپ کو اس سے بری ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عورت سے غلطی ہو جاتی ہے۔ اور غلطی بھی معمولی نہیں۔ زنا ہے جسکی سزا اسلام میں موت ہے۔ وہ آکر صاف اقرار کرتی ہے۔ اور اقرار بھی ان لوگوں کے سامنے جن میں اس کا اٹھنا بیٹھنا اور تعلق ہے۔ وہ سوسائٹی سے نہیں گھبراتی۔ وہ نہیں ڈرتی۔ کہ لوگ مجھے لعنت ملامت کرینگے۔ وہ خوف نہیں کھاتی۔ کہ میں قتل ہو جاؤنگی۔ اسکو خیال ہے تو ایک۔ کہ میرا خدا۔ میرا مولیٰ۔ جو میری غلطی سے مجھ پر ناراض ہو گیا ہے۔ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ خواہ میری عزت جائے۔ آبرو جائے۔

جان جائے۔ اسکو پورا یقین ہے۔ کہ یہ دنیا اور اس کی عزت ایک عارضی شئے ہے۔ مجھے ابدی و غیر منقطع زندگی کیلئے تیاری کرنی چاہیئے ؂

یہ ہے عظیم الشان تبدیلی جو خدا کے پاک رسول نبی عرب نے عرب جیسی وحشی و ناپاک قوم میں پیدا کر دی تھی۔ مرد تو مرد عورتیں بھی جان دینے سے نہیں ڈرتی تھیں۔ جنگ میں جاکر بہادری دکھانا اور قتل ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ وہاں ہر ایک شخص کا خون جوش میں ہوتا ہے۔ اور ایسے وقت میں بھی کہ جب ایک شخص کو مجبوراً کہا جاوے۔ کہ وہ اپنے ایمان کو چھوڑے یا موت قبول کرے۔ موت کو زندگی پر ترجیح دینا ایسی بات نہیں جیسی یہ کہ ایک ایسے گناہ کا اقرار کرے کہ جس کا علم سوائے گناہ کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کے کسی کو نہ ہو محض اپنے رب کے خوف سے موت قبول کرے ؂

یہ حیرت انگیز تبدیلی جو نبی عرب نے صحابہؓ میں کی۔ ان امتیازوں میں سے ایک عظیم الشان امتیاز ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاءؑ پر حاصل ہیں۔ کیونکہ نبوت کی جو غرض ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں خدا کے جلال اور عظمت کا رُعب پیدا ہو۔ اور اس کے احسانوں کے سبب دل میں محبت۔ اس کو آپ نے بکمال پورا کیا ؂

نوٹ اور خبریں

قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام لاہور میں ایک شہادت کیلئے تشریف لے گئے اور وہاں پر حضور کا ایک لیکچر ضرورت مذہب پر مختلف کالجوں کے طلباء کے سامنے ہوا۔ وہاں سے حضور مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں تین دن کے قیام

کے بعد واپس قادیان تشریف لے آئے۔ مالیر کوٹلہ میں بھی ایک لیکچر ہوا۔ مضمون صداقت اسلام تھا۔ جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نظام طبی پر باقاعدہ ہفتہ وار لیکچر دیتے ہیں۔ اس میں یہاں کے لوگ اور خاصکر مبلّغین جماعت کے طلباء شامل ہوتے ہیں۔

نظارت تعلیم و تربیت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کے امتحانات کا سلسلہ شروع کیا ہے پہلا امتحان آیندہ سالانہ جلسہ پر ہوگا۔ دو پرچے ہونگے۔ امتحان کے کورس میں۔ ازالۂ اوہام۔ حقیقۃ النبوۃ۔ سُرمہ چشم آریہ شامل ہونگی۔ پہلی دو کتابوں کو ملاکر ایک پرچہ تین گھنٹہ کا اور تیسری کتاب کا ایک پرچہ دو گھنٹہ کا ہوگا۔ جو صاحب اس امتحان میں شامل ہونا چاہیں وہ اپنے نام دفتر تعلیم و تربیت میں بھیجدیں۔ یہ سلسلہ امتحانات انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بھی جاری رہیگا ؛

مشن ولایت

جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے اور مولوی مبارک علیصاحب بی۔اے۔بی۔ٹی ولایت میں خاص جوش سے کام کر رہے ہیں۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر افریقہ پہنچ گئے ہیں۔ ان کا پتہ حسب ذیل ہے :۔

احمدی مشنری۔ ویسٹ افریقہ۔ معرفت پوسٹ ماسٹر سالٹ پینڈ گولڈ کوسٹ

چودھری صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۱۶۔ جنوری سے لیکر ۱۴ فروری تک ہمارے مبلّغوں نے ۱۳ لیکچر مختلف جگہوں پر دیئے۔ جن میں سے سات مولوی مبارک علی صاحب نے اور باقی تین تین چودھری صاحب نے اور مولوی عبدالرحیم صاحب نے۔ ہمارے احباب یہ سُنکر خوش ہونگے کہ انہی ایّام میں خدا کے فضل سے ایک انگریز مرد اور ایک عورت نے اسلام قبول کیا ہے۔ مرد کا نام فاروق رکھا گیا۔ اور عورت کا نام محمودہ۔ یہ ہماری نومسلمہ بہن چھ سال کی متواتر تحقیقات

کے بعد اسلام لائی ہے ÷

یہ خبر کہ لنڈن میں "احمدیہ مسجد" کی بنیاد رکھی گئی ہے ہمارے احباب کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہوگی ہماری مبلغ اور قریباً پچاس کے قریب نو مسلم وہاں موجود تھے۔ ہمارے دوسو کی چمکتی ہوئی پگڑیوں نے نظارہ کو نہایت دلکش بنا یا ہوا تھا۔ چودھری صاحب نے پتھر رکھتے ہوئے ایک تقریر کی جس میں کہا۔ کہ احمدیت کے ذریعہ سے ہندوستان و انگلینڈ میں صلح ہو سکتی ہے۔ اور آپ نے کہا۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ دن بہت قریب ہیں۔ جب انگلستان ایک مسلمان سلطنت ہوگی ÷

مشن امریکہ

حضرت مفتی صاحب اپنے خط مورخہ ۱۷۔ جنوری میں تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ ایک پادری بنام مٹر جو شہر نیویارک کے گرجا واقعہ ایسٹ ففٹی اتھ اسٹریٹ کے مشہور پادری تھے۔ دین عیسوی کے موجودہ عقائد سے بیزار ہو کر اپنے کام سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:۔ (۱) یسوع کی اُلوہیت کا مسئلہ غلط ہے (۲) اس کا بے باپ ہونا بے ثبوت ہے۔ (۳) بائیبل غلطیوں سے پاک نہیں (۴) دین عیسوی کے بعض مسلمات محض بے بنیاد اور بناوٹی ہیں (۵) جنگ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ عیسائیت ناکام ہے۔" مفتی صاحب نے پادری صاحب کو مناسب لٹریچر بھیجا ہے ÷ لیکچروں کے سلسلہ کے متعلق مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔ کہ آجکل ہر اتوار کو دو لیکچر ہوتے ہیں ایک چرچ آف لومیں اور دوسرا اپنے لیکچر روم میں۔ گذشتہ لیکچر میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ ایک وقت تھا ہم مشرق کو جاہل سمجھتے تھے۔ اور وہاں ہمارے مشنری جاتے تھے۔ اب معلوم ہوا۔ کہ رُوحانی علوم میں ہم جاہل ہیں۔ اور مشرق نے اپنا مشنری یہاں بھیجا ہے ÷ ۱۶۔ جنوری کو جب حضرت مفتی صاحب دعویٰ نبوت کے مضمون پر لیکچر دے رہے تھے۔ تو ایک شخص مسٹر بریڈل نام نے اپنی نبوت کا دعویٰ پیش کیا چند سوال و جواب کے بعد قرار پایا۔ کہ آئندہ اتوار کو مفتی صاحب آنحضرت ؐ اور مسیح موعودؑ کی نبوت کا ثبوت پیش کریں۔ اور مسٹر بریڈل اپنی نبوت کا۔ حاضرین خود موازنہ کر لیں گے۔ کہ کون ماننے کے لائق ہے۔ مفتی صاحب اپنے اس سے پہلے خط میں جو ۳۰ دسمبر کا لکھا ہوا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسٹر جے۔ ایم۔ ع۔ ہم

جو شہر اور لی اینس کے ایک معزز خاندان کے رکن ہیں۔ انہوں نے ایک لمبی چھان بین کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔ دیر سے انکو اسلام سے محبت تھی۔ ان کا نام دین محمدؐ رکھا گیا ہے۔ اور ایک بنگالی نوجوان جو یہاں مسٹر رومن کے نام سے مشہور ہیں اور اصل نام انکا لطیف الرحمٰن ہے وہ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں ÷

بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ تا یکم فروری سنہ ۱۹۲۱ء

بہشتی مقبرہ	۶	۱۲	۲۹۱۲۲
اشاعت اسلام	۵	۴	۴۱۹۳
امانت اندرونی	۱۰	۱۳	۸۷۸۶
" بیرونی	۰	۰	۹۵
پراویڈنٹ	۹	۰	۷۷۶۶
مستقل فنڈ	۹	۰	۱۳۴۰۸
بورڈران ہائی	۹	۳	۲۳۴۹
بورڈران احمدیہ	۳	۹	۱۵۸۷
وظائف	۹	۶	۴۷۵۸
درزیخانہ	۶	۳	۹۳
میزان	۶	۷	۷۲۱۶۰
فاضلہ	۲	۰	۵۸۴۸۸
باقی	۴	۷	۱۳۶۷۲
پیشگی	۶	۸	۱۳۶۰۹
نزد امین	۱۰	۱۴	۶۲

فاضل صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ تا یکم فروری سنہ ۱۹۲۱ء

شفاخانہ	۸	۱۳	۲۴۰
گرلز سکول	۴	۶	۱۱
تعلیم	۰	۰	۱۹۸۲
لنگر	۱۱	۰	۴۵۴۷۲
تعمیر	۳	۱۳	۵۵۶۲
مدرسہ احمدیہ	۱۱	۴	۷۵۷۲
متفرقات	۱	۶	۱۶۴۶
میزان	۲	۰	۵۸۴۸۸

عبدالمغنی　　محمد اشرف

محاسب　　ناظر

بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ تا یکم مارچ سنہ ۱۹۲۱ء

مد	روپے	آنہ	پائی
بہشتی مقبرہ	۲۹۷۵۶	۹	۰
اشاعت	۴۲۶۳	۱۳	۲
امانت اندرونی	۸۵۳۱	۱	۱۰
بیرونی	۹۵	۰	۰
پراویڈنٹ	۷۸۸۹	۱۰	۹
مستقل فنڈ	۱۷۳۳۲	۱۴	۶
بورڈران ہائی	۲۳۵	۶	۳
احمدیہ	۱۹۲۰	۳	۹
وظائف و صدقات	۳۰۳۳	۷	۳
صنعتی تعلیم	۱۶۴	-	۰
میزان	۷۳۲۲۲	۲	۶
فاضلہ	۵۸۸۹۵	۱۰	۶
باقی	۱۴۳۲۶	۸	۰
پیشگی	۱۴۱۰۹	۸	۶
نزد امین	۲۱۶	۱۵	۶

فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ تا یکم مارچ سنہ ۱۹۲۱ء

مد	روپے	آنہ	پائی
شفاخانہ جات	۲۲۰	۷	۵
گرلز سکول	۸۲	۰	۰
تعلیم	۱۲۵۲	۰	۸
لنگرخانہ	۴۵۵۶۹	۳	۱۱
تعمیر	۵۶۵۱	۱	۰
مدرسہ احمدیہ	۳۵۷۷	۱۵	۲
متفرقات	۲۵۴۲	۱۴	۴
میزان	۵۸۸۹۵	۱۰	۶

محمد اشرف
ناظر

عبدالمغنی
محاسب

یا اللہ۔ اعلان۔ اعلان۔ اعلان

اصلی ممیرا بے نظیر چیز مفید تجربہ شدہ دوائی ہے امراض چشم کیلئے اصلی ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہے۔ اور حضور ممدوح نے نسخہ بتایا اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ اس نسخہ کا تجربہ قریب سترہ اٹھارہ سال سے میں نے کیا ہے۔ اس یقین پر میں پہنچ گیا ہوں کہ میں اس کا اعلان کردوں۔ تمام ان لوگوں کو جو چشم کے امراض میں مبتلا ہوں یا کمزوری نظر ہو یا زیادہ عمر کا ہو یاعینک کے سوا کچھ نہیں پڑھ سکتا یا ککروں کی مصیبت میں گرفتار ہو۔ آٹھ دن اس کا استعمال کریں۔ اگر بے نظیر ثابت نہ ہوا تو واپس کریں۔ میں اسکو بلاچون وچرا قیمت واپس کردونگا۔ اور منی آرڈر کا خرچ بھی ادا کردونگا۔ سب سے عمدہ یہ ہے۔ کہ تین ماشے طلب کریں اور تجربہ کے بعد خود معلوم ہوگا کہ میرا اعلان سچ ہے کہ جھوٹ +

نرخ ممیرا ایک تولہ عہ مارچ اپریل میں اسکی قیمت بجائے عہ روپے کے ٥ روپے کیئے جائینگے۔ سرمہ ممیرا ایک تولہ عہ

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام قاطع بلغم ورياح۔ دافع بواسیر وجذام واستسقاء وزردی رنگ وتنگی نفس ودق وشیخوخیت فساد بلغم وقاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل البول ودرد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ تولہ قسم دوم ۸ر

لنگیاں اور کلاہ۔ ہر قسم کی لنگیاں۔ مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ہاشمی۔ ریشمی۔ سوتی۔ تسری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں

المشتہر:- احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب